Vol. 7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

پروین عاطف کی تخلیقی جہات کا مختصر تجزیاتی جائزہ

A short analytical overview of Parveen Atif's creative dimensions

عظمیٰ نورین

شعبہ اُردو (گورنمنٹ ویمن یونی ورسٹی، سیالکوٹ)

uzmanoreengcwus@gmail.com

محسن خالد محسنؔ

شعبہ اُردو (گورنمنٹ شاہ حسین ایسوسی ایٹ کالج، لاہور)

mohsinkhalid53@gmail.com/03014463640

Uzma Noreen

Urdu Dept:(G.C Women Univeristy,Sialkot)

Mohsin Khalid Mohsin

Urdu Dept:(Govt Shah Hussain Associate College Lahore)

ABSTRACT

Parveen Atif dates back to the mid-nineteenth century. In his fiction, Parveen Atif, where he satirised domestic and women's issues, he also drew a map of the subcontinental narrative of Pakistani society. Parveen Atif has written fiction, novels, essays, travelogues, and critical analyses. The scope of his creativity is wide and well-researched. This paper contains an analytical review of the creative aspects of Parveen Atif. With the help of this paper, it provides an opportunity to understand the creative works of Parveen Atif and evaluate their literary significance and their impact on the collective thinking of society.

Keywords:*Urdu Fiction, Urdu Fiction, Feminist Literature, Feminist Trends, Pakistani Society, 9/11, Globalisation, Class Division, Bangkok, Human Psychology, Padar Sri Nizam, Parallel Fiction.*

خلاصہ: پروین عاطف کا شمار انیسویں صدی کے وسط کی دہائی سے ہے۔ پروین عاطف نے اپنے فکشن میں جہاں خانگی و نسائی معاملات کو طشت از بام کیا، وہیں پاکستانی معاشرت کے برصغیری بیانیے کی دِگرگوں صورتحال کا نقشہ بھی کھینچا۔ پروین عاطف نے افسانہ، ناول، مضامین، سفرنامے اور تنقیدی تجزیات تحریر کیے ہیں۔ ان کی تخلیقی جہات کا دائرہ کار وسیع اور تحقیق طلب ہے۔ یہ مقالہ پروین عاطف کی تخلیقی جہات کے تجزیاتی جائزہ پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ کی مدد سے پروین عاطف کی جملہ تخلیقی فن پاروں کو سمجھنے اور اس کی ادبی اہمیت اور معاشرت کے اجتماعی تفکر پر اس کے اثرات کو پرکھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ مقالہ پروین عاطف کی جملہ تصانیف کی مختصر تفہیم اور تجزیاتی جائزہ کا احاطہ کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ: اردو فکشن، اردو افسانہ، نسائی ادب، تانیثی رجحانات، پاکستانی معاشرت، 9/11، عالمگیریت، طبقاتی تقسیم، بنکاک، انسانی نفسیات، پدر سری نظام، متوازی افسانہ

پاکستان کی معروف ادیبہ پروین عاطف 1935ء میں گوجرانوالہ کے نواحی مضافات ایمن آباد میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد غلام حسین تاریخ اور فارسی کے مضامین میں فارغ التحصیل تھے۔ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ عمر بھر شعبہ تدریس سے بھی وابستہ رہے۔ حفیظ جالندھری، ممتاز حسین اور مشرقی پاکستان کے سابق گورنر نیاز محمد ان کے والد کے بچپن کے دوست تھے۔

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

والدہ زیادہ کم تعلیم یافتہ تھیں لیکن فنون لطیفہ سے خاص شغف تھا اور "**نقوش**" جیسے معیاری ادبی جریدے ان کے زیر مطالعہ رہتے۔

پروین عاطف کے ایک بھائی احمد بشیر ایک نامور صحافی اور ادیب تھے۔ وہ پاکستانی معروف اداکارہ بشریٰ انصاری کے والد تھے۔ بشریٰ انصاری کی بڑی بہن نیلم احمد بشیر بھی اردو کی معروف افسانہ نگار اور ناول نگار ہیں۔

پروین عاطف احمد بشیر کی بہن اور ان دونوں کی پھوپھی تھیں۔ انہوں نے مدرستہ البنات سے تعلیمی سفر کا دوبارہ آغاز کیا جو پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے عمرانیات پر منتج ہوا۔ ایم اے کے دوران ہی ان کی نسبت ہاکی کے مشہور کھلاڑی اور اولمپیئن محمد عاطف سے طے پا گئی۔ ان کے چار بیٹے گل عاطف، شان عاطف ظلے عاطف، شکوہ عاطف ہیں۔ پروین عاطف کی تحریر میں سب سے بڑی خصوصیت ان کا انفراد ہے۔ وہ ہر واقعہ، صورت حال، کیفیت اور کردار کو اپنی نظر سے دیکھتی ہیں۔

وہ طویل عرصہ تک ایک قومی اخبار میں کالم ''**میں سچ کہوں گی**'' کے عنوان سے لکھتی رہیں، کئی بین الاقوامی ممالک کے دورے کیے ان کا انداز بیان روایت اور جدت کا حسین امتزاج ہے۔ ان کے اسلوب میں رنگینی اور جاذبیت ہے۔ پروین عاطف بنیادی طور افسانہ نویس ہیں۔ انہوں نے کئی عمدہ افسانے تحریر کیے۔ پروین عاطف نے سولہ برس تک پاکستان ہاکی فیڈریشن کی صدارت کی کمان سنبھالی۔ پاکستانی خواتین کی ہاکی ٹیم کی ایسوسی ایشن کی سربراہ ہونے کی حیثیت سے بیرون ممالک کے متعدد دورے کیے۔ ان دوروں کے بھرپور تاثرات نے اس کی تحریر کا رخ افسانہ نگاری ہٹا کر سفر ناموں کی طرف موڑ دیا۔

پروین عاطف کی قابل ذکر تصانیف میں **ٹیرو اسنی** (سفر نامہ)، **بول میری مچھلی** (افسانے)، **میں میلی پیا اُجلے** (افسانے)، **صبح کاذب** (افسانے)، **کرن تتلی اور بگولے** (سفر نامہ)، **شیشہ گر، گارڈ تسی گریٹ ہو** (مضامین) اور ناول **شبِ رفتہ** شامل ہیں۔ بعد ازاں ان تصانیف کو ''**کلیات پروین عاطف** '' میں یکجا کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔ علم وادب کا یہ روشن ستارہ آخر کار 2018 میں راولپنڈی ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

پروین عاطف اپنے افسانوں کے ذریعے عصر حاضر میں سماج کے مکر وفریب، ریاکاری اور منافقانہ چہروں کے پیچھے برہنہ سچائیاں اپنے قلم کے ذریعے آشکار کرتی ہیں۔ ان کے ہاں طنزیہ اسلوب اور سماجی حقیقت نگاری کا اثر نظر آتا ہے۔ آپ نے جدید دنیا میں انسانی حقوق کی بالادستی اور پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں انسانی حقوق کی پامالی، فرسودہ جاگیر دارانہ اجارہ داری نظام، ظالم حکمرانوں سیاستدانوں اور نجی کمپنیوں کے اختیارات کے بے جا استعمال، جوان بہو بیٹیوں کی عصمت دری اور عورتوں کے لین دین کے غیر اخلاقی نظام، سیاسی جبر غرض یہ کہ ان کی تخلیقات میں عصری، سیاسی، معاشی اور سماجی صورتحال کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے ۔بیرونی ممالک میں پاکستانی حاکموں کے ڈالر اکاؤنٹوں کے پیٹ حاملہ عورتوں کی طرح بھر رہے ہیں۔

پروین عاطف کی کتاب **کرن تتلی اور بگولے** (سفر نامہ) پر مشتمل ہے۔ جس میں بنکاک میں سفر و حضر کے دوران پیش آنے والے واقعات واحوال پر قلم فرسائی کی گئی ہے۔ مذکورہ بالا سفر نامہ کا آغاز جوانی کے موضوع سے ہوتا ہے

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اور بالترتیب تمام واقعات کا بیان اس انداز میں کرتی ہیں کہ قاری خود کو بھی ہر جگہ اور کیفیات کا چشم دید گواہ محسوس کرنے لگتا ہے۔

پروین عاطف لکھتی ہیں:

”یوں تو انیس بیس سال کی ہر لڑکی کے بہت سے خواب ہوتے ہیں جو کبھی بنتے ہیں اور کبھی پگھلتے رہتے ہیں۔خوابوں میں اپنے ہیرو کو دیکھتی اور اندھوں میں ان سے ملاقات کرتی اس دور میں پہاڑوں اور وادیوں میں لوگ سکون محسوس کرتے ہیں کھلے آسمان کے تلے خواب گھٹ گھٹ کر مرتے نہیں لوگ ایسے تو بہت مل جاتے ہیں جو جن کے پاس بنگلے اور کوٹھیاں اور کاریں تو ہوتی ہیں لیکن دل نرم نہیں ہوتے۔اس دور میں لوگوں کے دلوں میں کمپیوٹر اور مشینیں نہیں دھڑکا کرتے تھے لوگ کھلے آسمان ٹھنڈی چاندنی راتوں کو دیکھتے تھے اور ایسے رومانوی خواب جو شاید کبھی پورے ہی نہیں ہو سکتے تھے۔“ (1)

اس سفر نامے میں مصنفہ نے زبان کسی حد تک سادہ استعمال کی ہے رومانیت کا اثر بھی نظر آتا ہے اور اس طرح سے اس کو بیان کیا ہے کہ پڑھ کر بات کی سمجھ پوری طرح سے آجاتی ہے۔ظلے کی قدر میں جو ایک موضوع بیان کیا گیا ہے وہ ہے ایشین گیمز با ریبٹا ابھی نیا نیا جوان ہوا تھا اس کی ضد تھی کہ اگر وہ 20 سال کی عمر میں باہر کے ملک نہیں جائے گا تو کب جائے گا اور اگر اس کی بات نہ مانی جاتی تو اس کا ردِ عمل شدید ہوتا تھا اور اگر بچے کو تکلیف ہوتی ہے تو ماں کو بھی ہوتی ہے خواہ انسان کتنا بھی ماڈرن ہو جائے ماں باپ کی بچوں کے بارے میں وہی محتاط سوچ ہوتی ہے۔پروین عاطف لکھتی ہیں:

”اب فیڈرل سیکرٹری سپورٹس سے وقت لینا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اپنے شوہر کے،اس لیے ہم کسی بہانے ان کے ساتھ سال میں ایک آدھ بار سفر کرنے کا کوئی بہانہ نکال ہی لیتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ تو اس طویل ہم سفر کا بھرم رہ جائے۔وقت اور عمر بھی کیا چیز ہوتی ہے جب رات کے دو بجے ہوائی اڈے پر پہنچے تو چہروں پر خوشی کی لہر تھی ایسے ماحول میں میں گی نہیں تو میرے دل کی دھڑکن اس طرح تیز تھی کہ نہ جانے کونا جانے کونسا چرس کا سامان ہو میرے پاس بیرون ملک جاتے ہی پتا نہیں خود کو میں کتنی کا ماڈرن خاتون سمجھنا شروع ہوئی بھی خیر زندگی کے بہت خوبصورت سفر کو یادگار بنایا جہاں یہ چمک دھمک آنکھوں کو سکون دیتی ہیں وہاں یہ انسان کو حیرت میں بھی ڈال دیتی ہیں۔“ (2)

ایک تھی شادی

زندگی بھی کیا چیز ہے کن کن حالات سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے بچپن کے دن بھی نادانیوں میں گزر گئے اور ایسی بہت سی غلطیاں کی جو نہیں کرنی چاہیے تھی پروین عاطف کہتی ہیں کہ اس چھوٹی سی 11 سال کی عمر میں وہ کام جانے ان جانے میں وہ کام ہو گئے جو نہیں ہونے چاہیے تھے اور ان چند لمحوں کی غلطی نے گھر میں مجھے گڑیا سے ایک عورت بنا دیا گیا اور تعلیم مکمل ہوتے

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

ہی میری شادی کر دی گئی۔ بے شک میرے والدین بہترین انسان تھے میرے لیے بھی ایک اچھے محسن جیسے انسان کا انتخاب کیا اور لوگ مرنے والے کے بعد کیا کیا رسمیں نبھاتے ہیں۔

> کب نہیں پورا کیا میں نے دنیاداری کا تقاضا! کفن دفن، جنازے کی رسمیں نہیں نبھائیں؟ لوگوں کے چھوٹے ہاڑوں کے ساتھ ہاڑے نہیں ڈالے۔'' (3)

موت ایک حقیقت ہے اور اس نے اپنے وقت . پر آکر رہنا ہے اور پتا بھی نہیں چلتا انسان قبر میں جا گرتا ہے. کہانی توشتل کاک نے بھی بہت بگھاڑی تھی نہ جھاڑیوں میں گرتی تو نہ ہی میرے اور ارشد کے درمیان وہ سب ہوتا جو ہوا اور وہ واحد شخص میری زندگی کے بھید جانتا تھا اور یہ ہمارے معاشرے کی تلخ حقیقت تھی وہ کام ہوا جو ہمارے میں میں سخت معیوب سمجھا جاتا ہے نہ وہ مجھے گرگٹ سے بچانے آتا اور نہ ہی میری اس سے نزدیکیاں بڑھتی۔

ملعون

پروین عاطف صاحبہ نے ملعون میں دو کرداروں کی زندگی پر مختصر سا ایک تبصرہ کیا ہے ایک طرف منیر جس کی ماں چھوٹے ہوتے ہی اسے چھوڑ کر چلی گئی اور دوسری طرف اس کے دور کے رشتے دار جو بوڑھا کنوارا تھا اس نے اسے اپنا لیا منیر کو سکول چھوڑ کر بھی آتا کے اور سکول سے لے کر بھی آتا پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا منیر نے پانچویں جماعت پاس بھی نہ کی تھی کہ ماموں رشید اللہ کو پیارا ہو گیا اور منیر تن تنہارہ گیا پھر اسے ہی لوگوں کی باتیں سنتے اور خوش دلی سے ان کا کام کرتے منیرے کی زندگی گزرنے لگی اور کسی گھر سے اسے پکی پکائی مل جاتی اور اس کا گزارہ ہو جاتا لالہ محمد حسین آزاد ایک ایسا کردار تھا جو کچھ لوگوں کی نظر میں بہت برا تھا لیکن اس نے گاؤں کے لیے بہت کام کیا تھا۔

یہ انسانی معاشرے بھی کیا چیز ہے لوگ خود پر کیا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اصل میں وہ ویسے ہوتے نہیں جیسے وہ دیکھنے میں نظر آتے ہیں مصنفہ اس میں بیان کرتی ہیں منیر کے کردار کے ذریعے جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا خدا ہوتا ہے نا جانے جو لوگ کردار کے بارے ہوتے ہیں وہ خود کے ضمیر کی عدالت میں کیسے زندہ رہتے ہیں۔ پروین عاطف لکھتی ہیں:

> ''منیرے کو ایک دن پتہ نہیں کیا سوجھی وہ ذیلدار کے گھر گیا۔ اس سے تنہائی میں ملنے کی درخواست کی اور اس کے کرنا ساتھ اکیلی بیٹھک میں جاتے ہی اس کے قدموں میں گر پڑا کہ زاہدہ کے ساتھ زیادتی ہوئی وہ اس کے ہاتھوں ہوئی اور اب اسے کم کیا اس کا مائی باپ بن کر پہلے تو ذیلدار جوتیوں سے اس کی مدارت کرے پھر اگر وہ میرے کو معاف کر سکے تو سائیں بٹیر سے اس کی شادی کرادے۔ کیونکہ جو بچہ اب زاہدہ کے پیٹ میں پل رہا ہے وہ اس کا تھا۔ ذیلدار کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ منیا پاگل ہو گیا ہے یا اسے بلیک میل کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جوتی تو میرے کو اس نے ایک نہ ماری البتہ سائیں کے گھر جا کر میرے ہیں کے لیے زاہدہ کا رشتہ مانگنے پر وہ تیار ہو گیا۔ اس پر بھی گاؤں والوں نے منیرے کی وہ لعنت پھٹکار کی کہ بس اللہ کی پناہ۔'' (4)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615
Vol. 7 No.1 2024

مکافات عمل

پروین عاطف مکافات عمل میں مردوں کیانفسیات کی بات کرتی ہیں کہ کس طرح مرد اپنی حوس پوری کرنے کی خاطر اپنی عادت سے مجبور عورت کی زندگی تباہ کر دیتا ہے کس طرح بریگیڈئر جاوید نے اپنی بچی کو سنبھالنے والی رابعہ کے ساتھ زیادتی کی اوراسے حاملہ کر دیااور اور پھر بیچاری پر الزام لگا کر اسے گھر سے نکال دیااور اس کا دامن زندگی بھر کے لیے داغ دار کر دیااور وہ چھوٹی سی جان جو ابھی اس دنیا میں بھی نہیں آئی تھی اس کا کیا قصور تھا۔

یوں زندگی کے سال تو گزر گئے اور اچانک ٹرین میں رابعہ بڑی چادر اوڑھے جاوید سے سامنا ہوا اور سارا راستہ اسے گھورتی رہی سفر ختم ہونے پر جب نیچے اتری تو ورد یے. لگایااور جاہر کو آواز دی گھبرا گیا کے یہ عورت میرے سے کہا چاہتی ہے تو بیٹے کو سارا واقع بتایااور کہا جاوید کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی لیکن مکافات عمل بھی کیا چیز ہے انسان جو کرتا اس کا پھل اسے دنیا میں ہی مل جاتا ہے خدا کی ذات کے کام نرالے ہیں۔میں چاہتی تھی میرے بیٹے کے اس سوال کہ میرا باپ کون ہے، کا جواب اسے میری زندگی میں مل جائے۔

> ”مجھے لگتا ہے اپنی جگہ قدرت تم سے میراانتقام لے رہی ہے۔تم جسے دنیا کے سامنے طرم خان کی ایک ہی اولاد نرینہ ہو اور وہ بھی ایک جاہل، مفلس، سامان اٹھانے والا قلی۔یہ قدرت کا انتقام نہیں تو اور کیا ہے۔“ (5)

بدن دریدہ

پردین عاطف نے بدن دریدہ میں بھی مردوں کی نفسیات کی بات کرتی ہیں کہ آخر عورت کا کردار ہے کیا کیااوہ صرف مردوں کے دل کی پیاس بجھانے کے لئے بنائی گئی ہے کس طرح مرد جنسی تعلقات عورت سے قائم کرتا ہے اور پھر اسے کسی ضائع شدہ چیز کی طرح پھنک دیتا ہے۔ہندوستان کے ایک خاندان نے ان کے اوپر والے فلیٹ میں رہتے تھے ابتدا سے دوستی ہو گئی ہم دونوں اکھٹے سکول جاتے اس کو سجدہ کرنے سے کوئی مسئلہ نہ تھااور مجھے پوجا کرنے میں ہم ایک دوسرے کی تہذیب اور ثقافت کو اس قدر سمجھ گئے تھے۔

> ”ہائی سکول کے آخری حصے میں اچانک میرا سارا چہرہ سولوں جیسے بالوں سے بھر گیا اور جلد اینڈے بینڈے دانوں کی آماجگاہ بن گئی توگیتا کے سینے پر ابھری کچی امبیاں دیکھ کر میں نے انہیں چھوا اور شدید درد سے اس کی چیخ نکل گئی، تو اس نے کئی دن مجھ سے بات نہیں کی اور میں نے سیکڑوں معافیاں مانگ کر اسے سمجھایا کہ یہ محض اس جہان نو میں قدم رکھنے کا تجسس جس نے مجھے تمہیں چھونے پر مجبور کیا۔“ (6)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615
Vol. 7 No.1 2024

اس طرح گیتا کا رشتہ کہی اور طے ہونے سے ہیں غلط صحبتوں میں پڑھ گیا اور گیتا کی یادیں کبھی دل سے نکال نہ سکا۔ خدا کی ذات نے عورت کو خوبصورت تحفہ بنا کر بھیجا ہے۔ خوبصورت عورت کو دیکھ کر مرد قابو میں نہیں رہتا اپنی نفسات سے مجبور ہو کر اس میں عورت کو چھونے کی چاہت پیدا ہوتی ہے۔

صبح کاذب

صبح کاذب میں مصنفہ نے ہمارے معاشرے کے مردوں کے ذہنی پہلو کی عکاسی کی ہے، عورتوں کو لے کر سب مردوں کی نفیات ایک جیسی نہیں ہوتی جیسے کاذب کا سامنا بہت سی عورتوں سے ہوا لیکن کبھی بھی کسی عورت نے اسے اپنی طرف مائل نہیں کیا۔ حالانکہ وہ خود ایک خوبصورت شکل کا مالک تھا۔ عطیہ جو اس کی بیوی اور اس کے دو بچوں کی ماں کو اس سے شادی سے پہلے ہی سے محبت تھی۔

اس میں یہ پہلو بھی بیان کیا گیا ہے کس طرح کسی امیر شخص کو دیکھ کر کوئی معقول رقم کمانے والا انسان احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور خود کو دوسرے سے کم تر سمجھنے لگتا ہے اور ان لوگوں سے ملنے سے گھبراتا ہے. اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح کسی ادارے میں ہم کام کرتے ہیں تو لوگ خود کی ذات کی تسکین کے لئے ملازمت کے سلسلے میں بھی لوگ ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہیں۔

> ''افضل حسین نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ نادیہ ایک طرف سر جھکائے اس طرح بیٹھی تھی جیسے وہ مجھے بالکل نہ جانتی ہو۔ جب میٹنگ ختم ہو رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ نادیہ کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی، جیسے برسوں بعد اس نے اپنے پرانے احساس شکست کا مجھ سے بدلہ لے لیا ہو۔'' (7)

اس افسانے میں پروین آطف نے جاگیردانہ نظام کی اصلیت، معاشرے کے غریب کمزور طبقے کے استحصال کا ذکر کیا ہے کہ غریب طبقہ جتنی مرضی محنت کر لے انھیں معاشرے کے مضبوط طبقے وہ اہمیت نہیں دیتے جن کے وہ حق دار ہیں ایک ذرا سی غلطی پر کیسے اُن کی کی عزتیں پامال کی جاتی ہیں جاگیردار آپس کی مقابلہ بازی آپس کی نزاعات میں غریبوں کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ کیسے چٹھہ نے چیموں کے خاندان سے انتقام لینے اور اپنے ووٹ حاصل کرنے کے لیے لال دین کے خاندان کی بہو بیٹیوں کی عزت پامال کر دی۔

اس افسانے میں پروین نے قیام پاکستان کے وقت عورتوں کے ساتھ جو سلوک ہوا جو اُن کی حالت ہوئی اسے بھی بیان کیا۔ تب بھی لال دین کی پھوپھی کی عزت پامال ہوئی اور آج اُس کی بہوؤں کے ساتھ بھی جاگیرداروں نے وہی سلوک کیا۔ چٹھہ کی بیٹی نے لال دین کی بہوؤں کے لیے آواز اٹھائی لیکن جب اُسے اپنے باپ کی اصلیت کا علم ہوا کہ اس ساری سازش میں میرا باپ شامل ہے۔

وہ ملک چھوڑ کر دوبارہ لندن چلے گئی۔ چھٹہ نے عورتوں کو ہی تلقین کی کے گھروں میں رہو اپنی عزتوں کی رکھوالی کرو اگر باہر نکلوں گی تو عورتیں ٹافیوں کی طرح کھالی جائے گی۔ اس مضمون میں پروین نے ایک کرب ناک معاشرے کی عکاسی کی ہے کہ قصور جس کا بھی ہو نصیحت عورتوں کو کی جاتی ہیں۔

گمشدہ

پروین عاطف نے سادہ اُسلوب اور انداز میں اس مضمون میں ایک لے پالک لڑکے کی کہانی بیان کی ہے۔ اُس کے والدین نے اپنی بہن کا گھر بچانے کے لیے اپنا بیٹا دے دیا۔ عزت ایک خوبصورت جوان لڑکی تھی جو پیدائشی تخلیقی طور پر کمزور تھی لیکن ایک کرنل اسد کو اپنی اصلیت شادی سے پہلے ہی بتادی لیکن وہ عزت سے شادی کے لیے پھر بھی تیار ہو گیا۔ کچھ سالوں بعد کرنل نے دوسری شادی کرلی۔ پروین نے مرد کی نفسیات کو بھی بیان کیا ہے کہ وہ کبھی بھی ایک نامکمل عورت کے ساتھ اپنی ساری زندگی نہیں گزار سکتا اسے زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر اولاد کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔

پروین عاطف لے پالک بچوں کی نفسیات کے متعلق بھی اس افسانے میں لکھتی ہیں کہ کیسے لے پالک بچوں کی شخصیت تباہ ہو جاتی ہے جب وہ اس ماں باپ کو ہی اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں جنھوں نے انہیں پالا ہوتا لیکن جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ جان سے پیارے والدین اُس کے سگے ماں باپ نہیں تو وہ ذہنی طور پر دوسرے عام بچوں کی طرح کبھی بھی نہیں رہ سکتے۔ اُس کے علاوہ پروین نے عورت کی وفاداری اور نفسیات کو بھی بیان کیا ہے کہ وہ مرد کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔

آخر شب

پروین نے افسانے آخر شب میں بڑی خوبصورتی سے ہمارے معاشرے کے اُس طبقے کو دکھایا ہے۔ جو دکھاوے اور ریا کاری میں حد درجہ بڑھ چلے ہیں جو عبادات اور دوسروں کی مدد صرف اپنا نام بنانے کے لیے کرتے ہیں۔ ویسے تقریریں اور مذہبی علوم ادا کرتے نظر آتے ہیں لیکن اُن کی اصلیت صرف ایک سراب ہے۔ جیسے اس مضمون میں پروین عاطف نے بڑے ابا کی حقیقت کے بارے بتایا ہے کہ وہ کتنے بڑے سکالر اور مقرر تھے جنھیں تقریری ایوارڈ مل چکے تھے انہوں نے لے پالک کو یتیم خانے سے لیا اور اس کی پرورش کی صرف اپنا نام معاشرے میں بنانے کے لیے۔ ان دنوں ایڈز کی بیماری حد درجہ بڑھ چکی تھی اور وہ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ انہیں ایڈز ہیں لیکن خود اُن کی وجہ سے ڈاکٹر کی ماں کو ایڈز جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گئی۔

بین بین

اس افسانے میں جمہوریت آمریت کے ساتھ ساتھ اپنے وطن سے محبت کرنے والے لوگوں کی کہانی بیان کی ہے کہ کیسے یہ جاگیردار اور لیڈر معصوم بہادر شہریوں کو ور غلا کر ان کے پاکیزہ جذبوں کو استعمال کیا جاتا ہے پھر ان کی موت کے بعد اگر ان کی خدمت کا ذکر بھی کیا جاتا ہے تو اپنا نام کمانے کے لیے ہی ایڈیٹر، ان کے گھروں کا رخ کرتے ہیں۔ ڈیوڈ جسے بہادر انسان جو اپنے لیڈر کی اور اپنے وطن کی مٹی سے بے پناہ محبت کرتا تھا استعمال ہوا اور موت کے منہ چلا گیا۔ اس کی موت کے بعد وہی

تحریکوں کے لیڈروں نے ان کے گھر والوں کو ایسے ہی استعمال کیا۔پروین نے اس افسانے میں حصہ اول، دوم اور سوم میں تقسیم کر کے اسی موضوع کو بیان کیا ہے۔

> ''فہم جواب دل میں گرہ باندھ دی کسی نے کہ وہ اپنی جان کی قربانی دے دے گا۔گلیوں بازاروں میں انقلاب آ جائے گا۔۔۔کاش ان میں سے کوئی ہم کو مل جائے جس نے ہمارے ایک کام سے محبت نہیں کرتا تھا وہ ہم سے کسی نے اس کو کونسی پٹی پڑھائی ہے کچھ نہیں جانتی۔'' (8)

مجھے موسموں سے ڈراؤ مت

اس افسانے میں پروین عاطف نے زمینداروں اور سیاسی لیڈروں کو طنز کا نشانہ بنایا ہے کہ کیسے وہ غریب لوگوں کو استعمال کرتے ہیں اپنے لیڈروں کے لیے اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔دوسری طرف کرپشن کے موضوع کو اٹھایا ہے کہ ہر کوئی اپنے عہدے اور اپنی طاقت کے حساب سے کرپشن کرتا نظر آتا ہے یہاں پر کوئی بھی جس کو پنی طاقت اور اقتدار ملا وہ اُس حد تک کرپشن کرتا اور کمزور طبقے کا استعمال کرتا ہوا دیکھائی دیتا ہے۔

پروین عاطف کا یہ اچھوتا انداز قاری کو حیران کر دیتا وہ ہر موضوع پر اپنے قلم کو اٹھاتی ہیں اور نہایت خوبصورت انداز میں اُس موضوع کو بیان کرتی دیکھائی دیتی ہیں۔غریب لوگ اپنے لیڈر کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں اُن کے لیے اپنی جان و مال کی پرواہ نہیں کرتے لیکن وہی سنگدل لیڈر ان کو موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں اس افسانے میں عورت کی بہادری کو بیان کیا ہے کہ اُس نے کیسے زندگی بسر کی کیسے زمینداروں نے اس کی عزت پامال کی۔دن رات محنت کی لیکن پھر بھی اُس کے شوہر کو سیاست دانوں نے اپنے تعصب کا نشانہ بنالیا اور عورت کی زندگی بھی اجیرن کر دی۔

مسافر ہوں یارو

اس افسانے میں پروین عاطف نے ایک ایسی کہانی کو بیان کیا ہے جو محنت و مشقت کرنے والی مرد عورت کی ہے۔ہمارے ملک کے نوجوان طبقے کی ذہنیت کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنے ملک سے ڈگریاں لے کر اپنے ملک میں ترقی کرنے کا نہیں سوچتے صرف ان کی سوچ اور مستقبل امریکہ جیسے ممالک تک محدود ہو کر رہ گئی ہے وہاں اس قدر محنت کرنے کے باوجود شہرت حاصل کرنے کے لیے گرین کارڈ جیسی نام نہاد چیز کو حاصل کرنے کے لیے اپنے مذہب کے اقتدار اور روایت کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں اور غیر مذہب کے لوگوں سے شادی رچاتے ہیں۔پھر ایسی عورتیں جو مسلم ہوتی ہیں اور اپنے شوہروں کے ساتھ بیرون ملک جاتی ہیں گرین کارڈ حاصل کرنے کے لیے دوسروں مردوں سے شادی کرنے کے لیے بے بس اور مجبور ہوتی ہیں۔

گھنے جنگل

گھنے جنگل افسانے میں پروین نے ایک نئے انداز میں خطوط کے ذریعے افسانے کا تانا بانا جوڑا ہے۔ان خطوط میں عورت کی اپنے وطن سے محبت الفت جیسے رشتوں کو بیان کیا ہے۔اپنے کلچر ثقافت کی اہمیت بتائی ہے کہ کیسے ایک مشرقی لڑکی اپنی محبت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اپنا جذبہ خلوص تو قربان کر سکتی ہے لیکن اپنی ثقافت کو نہیں چھوڑ سکتی اس کے نزدیک اپنے جسم کو دو حصوں میں تبدیل کر کے چین سے نہیں رہنے دیتا۔ عورت مرد کے پاکیزہ دوستی کو بھی بیان کیا ہے۔

اس افسانے میں عورت کے حق کے متعلق لکھا ہے کے ایک عورت کا حق تب تک غضب نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ پاگل یہ بد کردار یا بانجھ نہ ہو۔ عورتوں کے حق پر آواز اٹھانے کی کوشش کی ہے اور طلاق جیسے داغ سے ڈرتی عورت کو دیکھا یا گیا ہے جو بے شک بہت بہادر اور مضبوط ہوتی ہے لیکن طلاق سے ہمیشہ خوفزدہ نظر آتی ہے۔

سمجھوتہ

اس افسانے میں پروین عاطف نے ایسے لوگوں کی نفسیایات کو بیان کیا ہے جو اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ ہیں۔ جو بظاہر یہ دکھاتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ بے حد مخلص اور آپ کا ساتھ دینے والے ہیں لیکن اُن کا دوسرا چہرہ چھپا ہوا ہوتا جو سادہ عام لوگوں سے چھپاتے ہیں اتنا مرتبہ و مقام حاصل کر لیتے ہیں اور دوستوں اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ مخلص ہوتے ہیں انہیں بتانا پسند بھی نہیں کرتے جو اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے سوا کچھ اور نہیں کیا جا سکتا۔

کیکٹس کے پھول

اس افسانے میں اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے، پروین عاطف نے کہا ہے کہ اگر ماں باپ کے عقائد و مذہب ایک سے نہ ہو تو آنے والی اولاد کے لیے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اولاد یہ فیصلہ کرنے سے قاصر رہتی ہے کہ ہمارا عقیدہ کونسا ہے اور کس مذہب سے ہمارا تعلق ہے۔ اس کے علاوہ ماں کی محبت کے ساتھ بیٹے کی بے بسی بھ دکھائی ہے کہ کس طرح بیٹا اپنی بیوی کے کہنے پر ماں کے گھر صرف دولت اور گھر حاصل کرنے کے لیے آتا ہے پروین کہ زیادہ تر افسانے معاشرتی برائیوں پر ہیں اس افسانے میں ایک منفرد موضوع بیان کیا گیا ہے۔

ڈیزل میں لتھڑی چڑیا

اس افسانے میں پروین نے یورپ ممالک کی بے حسی اور دکھاوے کو منظر عام پر لایا ہے۔ پروین عاطف ملکوں ملکوں کی سیر کرتی رہی ہیں اس لیے وہ ایسے مالک کی بے حسی اور دکھاوے کو جانتی تھی اسی لیے اس موضوع پر قلم اٹھایا کہ کیسے ترقی یافتہ ممالک سوشل میڈیا کے ذریعے اپنے ممالک میں جانوروں کے ساتھ کیے جانے والے اچھے سلوک کو دکھاتے ہیں۔ جیسے ڈیزل میں لتھڑی چڑیا کہ لیے اُن کی کیسی محبت تھی جبکہ ہمارے نوجوان جو پردیس میں دھکے کھا رہے ہیں خود گھروں میں نہیں آ سکتے ان کے غریب ماں باپ کے ویزوں کو کیسے ریجکیٹ کر کے ان کے غریب ماں باپ کی امیدوں اور محبت کو فراموش کیا جاتا ہے۔

بیا کل

پروین عاطف نے اس فسانے میں بڑے کربناک انداز میں ملک کی تقسیم کے وقت پیش آنے والے واقعات خاص طور پر عورتوں پر کیے جانے والے ظلم کی روداد بتاتے خود بھی دُکھی ہوتی ہیں اور قاری کو بھی غمگیں کر دیتی ہیں۔ جنگ ہو یا کوئی بھی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

واقعہ سب سے زیادہ نقصان صنف نازک کا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ مرد کی نفسیات کو بھی بتایا ہے کہ مرد کتنا ہی مضبوط صلہ رحمی کرنے والا کیوں نہ ہو نامکمل عورت کے ساتھ زندگی گزارنا اُس کے لیے ناممکن ہے۔

عورت کے لیے اُس کے دل میں کتنے ہی جذبے اور محبت کیوں نہ ہو وہ ایسی عورت کو برداشت نہیں کر سکتا مرد کی جبلت ہی ایسی ہے۔نفسیات کے مطابق مرد ذات ہے ہی ایسی اور ایسی عورت خود کو مضبوط کر لینے کے باوجود اپنی زندگی کے اُن غضب ناک لمحات کو کبھی نہیں بھول سکتی اور اس کے لیے کسی بھی مرد پر بھروسا کرنا بے حد مشکل ہوتا ہے اُس کی زندگی کا خلاء کبھی پورا نہیں ہوتا۔

یہ میری جبلت ہے

اس افسانے میں پروین خود مرد کے منہ سے اس کی جبلت کا اعتراف کرواتی ہیں کہ مرد ذات کتنا بھی مضبوط کیوں نہ ہو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر وہ بہک جاتا ہے۔یہ بہکنا شاہد اُس کی فطرت اور جبلت میں شامل ہے،مرد خود کو کتنا بھی محتاط کیوں نہ رکھے کبھی نہ کبھی اپنی جبلت کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا ہے اور خود کے نقصان کے ساتھ ساتھ اولاد کی نظروں میں بھی وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔

> ''اور آج تو میری بااٹھویں سالگرہ پر میری اپنی ہی نازوں پلی اکلوتی بیٹی لاکہ رخ نے منہ بھر کر کہہ دیا کہ جس رفتار اور شدت سے معاملات کو آپ نے اٹھایا تھا ابو میری طلاق ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔نوید اگر حالات کو سنبھالا نہ دیتا تو آج میں اور ننھی تواب بھی آپ ہی کے بوڑھے کندھوں پر سوار ہو چکے ہوتے۔'' (9)

مٹی کے دیے

پروین عاطف نے مٹی کے دیے مضمون میں مرد کی نفسیات کو بیان کیا ہے ان کے ہارہاافسانوں اور مضامین میں مردوں کی نفسیات کو جابجابیان کیا ہے۔اس مضمون میں اعجاز اور خالدہ کی محبت کو بیان کرنے کے ساتھ اعجاز کی نفسیات کے متعلق لکھا ہے کہ اعجاز چاہتا تھا کہ اُس کا نام ہمیشہ زندہ رہے لیکن اُس کی بیوی اُسے بچہ نہیں دے سکتی تھی۔خالدہ گھر چھوڑ کر چلی جاتی ہے مرد عورت سے جتنی بھی محبت کرتا ہو لیکن نامکمل عورت کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

> لافانی ہو جانا بھی محض تمہارا اہم ہے۔وہ خود بھی یہاں وہی گنے چنے لمحے گزارنے آتے ہیں جن کی یت کی وہ جوت جو بک بینگ ہے انہیں اجازت دی جاتی ہے۔جب تم پر یہ بات واضح ہو گی،اعجاز حسین تو بہت دیر ہو چکی ہو گی،بہت دیر۔۔۔تم اندر سے اتنے وپسند اور لالچی ہو گے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔پتا نہیں،پڑھا لکھا بالغ ہونے کے باوجود یہ بات تمہارے پلے لوٹ رہے تھے۔پرندے ان پر کیوں نہیں پڑی کہ ناکے سو یہاں کچھ پائیدار نہیں۔۔یا پھر میری محبت۔۔۔؟ اگر میری یہ حروی تمہارے حصے آتی تو کیا میں تنہا؟ ' اس میل کی خاطر ہم دونوں کی تم نہیں ہیں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اتنے بڑے ویرانے میں چھوڑ سکی تھی ؟ گھر چھوڑ کر جانے کے ایک عرصے بعد اس نے اعجاز کو لکھا۔" (10)

مائے نی میں کنوں آکھاں

افسانے مائے نی میں کنوں آکھاں میں ماں اور بیٹی کی، عجیب و غریب محبت اور الفت کو بیان کیا ہے بیٹی جس لڑکے کو پسند کرتی ہے اُس کی ماں اُسی لڑکے کو ورغلا دیتی ہے یا پھر لڑکے ماں کی خوبصورتی اور دولت کے پیچھے لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ماں ہمیشہ اپنی بیٹی کے ساتھ مقابلہ بازی کرتی نظر آتی ہے وہ دونوں اچھی دوست اور تواٗم ہیں۔

ماں بیٹی سے محبت بھی کرتی ہے کیونکہ وہ بھی ایک عورت ہے اور عورت کی نفسیات ہے کہ وہ مکمل توجہ چاہتی ہے جبکہ اُس کا شوہر صرف دولت کے پیچھے دن رات بھاگتا ہے اسی لیے عورت بیٹی کے ساتھ مقابلے کرتی رہتی ہے۔ پروین عاطف نے اس افسانے میں منفرد انداز سے عورت کی نفسیات کو بیان کیا ہے کہ عورت مکمل توجہ چاہتی ہے اگر دولت کے انبار بھی لگا دیئے جائے مگر اُسے محبت نہ ملے تو اُس کی زندگی میں سکون نہیں آسکتا لیکن بیٹی پھر بھی ماں کے ساتھ شدید محبت کرتی ہے کیوں کہ وہ خود بھی ایک عورت ہے اپنی ماں کی بے بسی سمجھ سکتی ہے۔

تلاطم

پروین نے اس افسانے میں طبقاتی درجہ بندی اور ملک سے محبت کرنے والوں اور اُن کی جہد و جہد اور تحریکوں کو موضوع سخن بنایا ہے۔ دو لڑکے اور ایک بہادر لڑکی نیوا کی کہانی بیان کی ہے جو جلاؤ، گھیراؤ اور دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھا رہی تھی۔ ایک لڑکا جو اس کی بہادری اور اس کی خوبصورتی دیکھ کر اس کی تحریک میں شامل ہو گیا۔ اس کا باپ ایم این اے ہے جو مخالف تحریک کا حامی ہے جو اپنے بیٹے کی اس تحریک میں شمولیت کے باعث اپنے بیٹے اور اُس کے دوست کو جیل میں کروا دیتا اور نیوا کو اغوا کر لیتا ہے۔

پروین عاطف نے دلکش اور سحر آفریں انداز میں عورت کی بہادری کے ساتھ ساتھ اس کی بے بسی اور قدرتی طور پر مرد سے ایک درجہ کم ہونے کو بیان کیا ہے کہ وہ کتنی مضبوط کیوں نہ ہو مرد سے مقابلہ نہیں کر سکتی اس کی تحریک جو اپنے وقت کی طاقتور تحریک تھی مخالف تحریک کے اثر و سوخ اور مردوں کی طاقت نے اُس تحریک کو اپنی موت آپ مار دیا۔

میں میلی، پیا اُجلے

اس افسانے میں ایسی عورتوں کی بے بسی کو بیان کیا ہے جو اپنے گھروں سے نکالے جانے کے باوجود معاشرے میں عزت حاصل نہیں کر سکتی جب طلاق کا داغ لگ جاتا ہے تو وہ کچھ بھی کر لے معاشرہ ان کو قبول نہیں کرتا پھر مجبور ہو کر ایسے عمل کرتی ہے جو اُن کو دولت مہیا کرتے ہیں ان عورتوں کی زندگی میں ایک ایسا مقام آجاتا ہے کہ ان کو عزت کی پروا نہیں رہتی اور وہ کوٹھے والیاں بن جاتی ہیں وہی عورتیں جو معاشرے کی زینت ہوتی ہیں پھر دوسروں مردوں کو خوش کرنے کے لیے اور دولت اکٹھی کرنے کے لیے جتن کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

ہمارے پاکیزہ معاشرے کے مرد اُن کے ساتھ راتیں گزارتے اور خوش ہوتے ہیں حالانکہ کہ دن کے وقت انھیں کوٹھوں پے آنا کسی کے سامنے بے حد مشکل ہوتا لیکن اندھیری راتوں میں ان عورتوں کے پاس آتے ہیں اوران مردوں کی عزت میں کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن وہ عورتیں معاشرے میں اچھی نہیں جانی جاتی۔مرد کچھ بھی کرلے وہ صاف اور پاکیزہ ہے لیکن عورت صنف نازک ہونے کے باعث میلی ہی میلی ہے۔

شیشہ گر

پروین عاطف ایک شخصیت بانو قدسیہ کا ایک افسانہ پروین کے افسانوی مجموعے شیشہ گر میں شامل کیا گیا ہے جس میں بانو قدسیہ پروین عاطف کی شخصیت زندگی بطور تخلیق کار اپنے معمولات زندگی کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ پروین عاطف ایک پروگیسو عورت ہے ایسے بھائی کی بہن جو زندگی کو نئے انداز دینے کا حامی اور ور کرتھا۔پروین ایک سادہ اور سپاٹ ہونے کے ساتھ یک دیسی عورت بھی ہے۔مزید ان کی تحریروں کے متعلق ہے ایسے کہ اُس کی تحریر میں جرات اور حرارت پروگریسو والی ہے۔وہ معاشرے کو بدلنا چاہتی ہے اور انسان کو بھی۔پروین کی زندگی میں اُس کے بڑے بھائی احمد بشیر کا بڑا اثر ہوا۔ صرف ایک ہی بندہ ہے جو اسے ڈانٹ سکتا وہ ہے اس کا گرو جیسا بھائی ہے۔

> ”پروین میری پرانی دوست نہیں،میں اسے بہت دیر سے ملی۔بلوچستان سے آئی تھی نا مگر وہ میرے قبیلے کی ہے۔کامریڈ قبیلہ بہت بڑا ہے۔اس کے لوگ صاف پہچان لیے جاتے ہیں۔کئی نشانیاں ہیں اُن کی۔سر پر کانٹے جھولی ہیں ایک طاقت ہے ٹھیکرے اور مٹھی میں کرچیاں۔ٹوٹے خواب ٹوٹی اُمید میں اور ہونٹوں پر پرانی پیاس۔“ (11)

میر ے دل میرے مسافر

اس افسانے میں پروین عاطف نے ایسے جوڑے کی کہانی بیان کی ہے جو ڈاکٹری پاس کر کے اپنے باپ کے حکم پر افریقہ چلے گئے اپنا مستقبل بہتر بنانے کے لیے۔ان کو افریقہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔یہ سیاہ فام قوم اُن کے لیے آنکھوں میں انگارے لے کر پھرتے ہیں نہ ان کی کوئی عزت وہاں پر وہاں کے لوگ محفلوں میں ان کے آنے پر منہ موڑ لیتے ہیں۔پاکستان میں جو پڑھے لکھے ٹیکسی چلا رہے ہیں وہ اپنے ملک پاکستانیوں کے منہ پر جوتا ہے ان سڑکوں پر اپنوں کا بوجھ اٹھانا ذلت کے اُس شیریں نوالے سے بہتر ہے۔

چاند کی بڑھیا

پروین عاطف اس افسانے میں ممتاز مفتی کی شخصیت اور زندگی کے متعلق لکھا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ مفتی جی میرے بڑے بھائی احمد بشیر کے دوست تھے اور میرے لیے میرے بھائی جیسے مجھے اُن سے خاص لگاؤ تھا اپنے اسلام آباد میں ملازمت اسی لالچ سے کی کہ زندگی کا یہ سفر اُن کے ساتھ گزار سکوں۔مزید کہ بانو قدسیہ پے مجھے بہت غصہ ہے کہ وہ عفتی جی کی رخصتی کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی لیکن مجھے نہیں بتایا۔وہ اکثر مجھ سے ناراض ہو جاتے اور پھر چودہ چودہ مہینے بلاتے ہی نہ تھے۔

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

"کچھ لوگ کہتے ہیں، بابانوے(90) کی بھری پری زندگی گزار کر گئے۔ اپنے پیچھے محبتوں کے مہکتے ہوئے گلزار چھوڑ کر۔ تو صاحبو! وقت کی ریت تو ہمارے آپ کے برس ناپتی ہے۔ باباتو روشنی سے گندھا تھا۔از خود خوشبو تھا۔ پھر خود ہی کہئے کبھی روشنی اور خوشبو کو بھی کسی نے وقت کی حدود میں قید کیا ہے۔" (12)

خوابوں کے جزیرے

پروین عاطف کو کافرستان (چترال، خیبر پختون خوا) بچپن سے ہی بڑا پر اسرار و خواب سنو وہائٹ و سندریلا اور گل بکاولی جیسا لگتا تھا کافروں کی کوبتاتی وادیوں کے خواب میرے تکیے کے نیچے کلبلاتے تھے۔اس کے علاوہ وہ کافرستان کی عجیب و غریب روایت بھی لکھتی ہیں:

"دین مذہب کوئی نہیں، خدا کا کچھ پتہ نہیں۔ مذہب بھی ہے تو نری حرام کاری کہتے ہیں۔ایک دیوتا ہوتا ہے۔ پورے قبیلے میں سے چنا ہوا۔ سب سے تکڑا، چر کٹا، پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر چھوڑ دیا جاتا ہے اسے بہترین خوراک دی جاتی ہے اُسے کام کوئی نہیں کرتا صرف پلتا جاتا ہے۔ قبیلے کی ہر کنواری شادی کی پہلی رات بطور تقدس اس کے پاس بھیج دی جاتی ہے ۔" (13)

قدرت اللہ شہاب

پروین کی ملاقات قدرت اللہ شہاب سے ممتاز مفتی کے زریعے ہوئی مجھے روحانیت اور روزمرہ عبادات کا فہم نہ تھا نہ ادراک اسی لیے اُن سے ملنے گئی تو اُنہوں نے مجھے دو لفظ قرآن پاک کے لکھ کے دیے کہ انہیں پڑھوں دُعا کرو قبولیت ہو گی۔ پروین قدرت اللہ شہاب کی کتاب شہاب نامہ کے متعلق لکھا ہے :

"اور جہاں تک قدرت اللہ شہاب کی تازہ ترین اور بد قسمتی سے آخری کتاب، شہاب نامہ کا تعلق ہے۔اس منجھی ہوئی شگفتہ رسیلی نثر کا مقام ادب عالیہ کی چنیدہ مسند پر ہو گا۔اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ آئینہ خانہ سے دلیر کے مترادف زندگی کے چھوٹے چھوٹے دلچسپ واقعات کے رنگین شیشوں سے مزین یہ کتاب شروع سے آخر تک رنگ میں بھگوتی ہے کہانی در کہانی عکس در عکس، نرمی اور محبت سے ہاتھ پکڑ کر بٹھاتی ہے اور پھر آخری سطر تک ہلنے نہیں دیتی۔علاوہ ازیں جس بات نے مجھے چونکا یا وہ شہاب صاحب کے ہمہ گیر سیاسی اور تاریخی تجزیے ہیں۔" (14)

آویزہ

اس افسانے میں پروین عاطف بیان کرتی ہیں کہ کسی طرح غریبی اور دو وقت کی روٹی ہمارے معاشرے کا سب سے اہم مسئلہ ہے کئی آلوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں صرف اس غریبی کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو دو وقت کا کھانا نہیں ملتا اور ان کے والدین دن رات کوشش کرتے ہیں اپنا پیٹ پالنے کے لیے اور گھر والوں کا پیٹ پالنے کے لئے اس افسانے میں مصنفہ

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

نے کئی پہلو بیان کیے ہیں۔ زبان کا استعمال بھی ایسا ہے کہ ایک کم پڑھا لکھا انسان ذہن پر تھوڑا سا زور ڈالے تو بات کی سمجھ آ جاتی ہے۔

اس افسانے میں مردوں اور عورتوں کی نفسیات کی بات کی گئی ہے معاشرے کے اہم پہلو جن کو ہم چاہ کر بھی نہیں جھٹلا سکتے کہ عورت تحفظ اور ذہنی سکون کی خاطر دربدر بھٹکتی ہے اور مرد اپنی عادت سے مجبور عورت سے اپنی خواہش پوری کرتا ہے ایسا ہی عائشہ کی دوست کے ساتھ ہوا اس کا خاوند آصف بھی غلط کاموں میں ملوث تھا۔

> "تم میری ذاتی آزادی میں مخل ہونے کی مجاز نہیں ہو۔ نہ ہی تم کوئی میری پرانے وقتوں کی ستی ساوتری بیوی ہو۔ ہم دونوں کا آپسی تعلق محض ان دو ہمسائیوں جیسا ہے، جو اچھی ہمسائیگی کی خاطر ایک دوسرے کے چھوٹے چھوٹے جبر سہتے ہیں اور منہ سے کچھ نہیں بولتے۔ اس پر میں نے پورے زور سے اس کا منہ نوچ لیا۔ اور اپنی ریزہ ریزہ ہستی کو ساتھ لے کر اپنے اپارٹمنٹ میں واپس چلی آئی تمہی کہو عائشہ اسی دولت کی گھڑی کوئی ہوی وہاں سے چلے آنے کے سوا کیا کر سکتی ہے اور اب اس وقت ایک المناک تنہائی میری ریڑھ کی ہڈی میں اتر چکی ہیں۔" (15)

پانی پر بہتے چراغ

اس افسانے میں پروین عاطف نے یہ تاثر دیا ہے کہ کس طرح چاندنی رات نے اس افسانے کے اہم کردار کا ساتھ دیا بھی تھوڑا سا چاند نکلا اور پھر روشنی بن کر پورے آسمان پر پھیل گیا اور کس طرح دونوں شہزاد اور فرحانہ کو پالا لیکن بچے جیسے ہی بڑے ہو جاتے میں تو ماں باپ کو بھول جاتے ہیں ان کے فرائض یاد ہی نہیں رہتے والدین جنھوں نے خود کی ذات کو بہت پیچھے چھوڑ کر صرف اولاد کے لیئے جیتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ ان کی اپنی بھی کوئی ذات ہے وجود ہے لیکن اس معاشرے کی سخت حقیقت کے اولاد کیا کرتی ہے ان کی ساری زندگی کی محنت اور محبت کو ایک لمحے میں ضائع کر دیتے ہیں اور اگر والدین اپنی ذات کے لئے کچھ سوچ میں تو ان کو روکنے لگتے ہیں۔

> "میں نے منزہ سے بھی پہلی ہی ملاقات میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں اندر سے ایک معذور انسان ہوں اور ایک انتہائی کمزور باپ میرے دو بچے ہیں اور میں ایک ایسے تکون میں بند ہیں جس کے ٹوٹ جانے سے ہماری ساری کائنات ریزہ ریزہ ہونے کا خوف ہے۔" (16۔)

طویل مختصر

پروین عاطف کا یہ سفر نامہ معاشرتی رویوں اور متلون مزاج تکثیریت کا آئینہ دار ہے۔ اس سفر مانے میں انھوں نے معاشرتی تفاوت کے خود ساختہ عناصر کو کھل کر لکھا ہے اور اس کے حُسن و قبح کو مشاہدات و تجربات کی روشنی میں سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

پروین عاطف نے جگہ جگہ یہ بتایا ہے کہ اس معاشرے کا ی پہلو بہت فرواں ہے کہ گھر والے اولاد کی مرضی پوچھے بغیر ان کی پنی مرضی سے شادی کر دیتے ہیں خواہ زندگی جیسی بھی گزرے،انھیں کوئی فرق نہیں پڑتا اور بہت سی محبتیں دم توڑ جاتی ہیں اسی طرح اس افسانے میں آفاق اور عاتکہ کی شادی نہ ہو سکی اور عاتکہ کی شادی عثمان سے ہوئی جو خود کی ذات سے آگے سوچتا ہی نہ تھا اس کے نزدیک عاتکہ کا کوئی وجود ہی نہ تھا آفاق اس سے دور ہو کر بھی اس کی روح میں پھنس چکا تھا لیکن عمران پاس ہونے کے باوجود بہت دور تھا وہ خود پسند انسان تھا اس نے کبھی خود سے آگے سوچا ہی نا تھا۔

> ''آفاق نے عاتکہ کو پتہ نہیں کس موقع پر کہا تھا۔ دراصل تمہارا کوئی وجود نہیں۔۔۔ تم محض کچنار کی کلی کی گھنی خوشبو ہو پہلی بار جب وہ ملے تھے۔ تو آفاق نے بھری محفل میں عاتکہ سے پوچھا تھا اور وہ بے حد تاروں بھری رات تھی میڈم آپ کے سراپے میں کسی جوگن کا عرفان ہے۔ کیا آپ کسی کی تلاش میں جنگلوں میں اکتارہ بجاتی پھرتی ہیں۔ 39 ٹیلیفون کی تاروں میں سرر ڈ سرر ڈ کی آواز اُبھری، ابھرتی چلی گئی اور پھر لائن کٹ گئی۔ دونوں ایک مدت زور زور سے ہیلو ہیلو کرتے رہے لیکن دوبارہ ان دونوں کی آوازوں کا ٹکراؤ نہ ہو سکا۔ اور محبت کی ایک اور کہانی وقت کے اتھاہ سمندر میں غرقاب ہو گئی۔ (17)

ہونی انہونی

اس افسانے میں پروین نے عسرت اور تنگ دستی کو موضوع بتایا ہے۔ مفلسی انسان سے کیا کیا کرواتی ہے اور کس طرح ایک بیوہ دھکے کھا کر لوگوں کی باتیں سن کر اپنی اولاد کو پالتی ہے جبکہ دوسری طرف ہمارا ملک معاشی اور سیاسی استحصال کا شکار ہے۔ اس افسانے کا ایک کردار جب یہ کہتا ہے میں '' غوتالگا کر یورپ اس لئے گیا تھا کہ اپنے گھر کے حالات سنوار سکوں اور اپنی ماں کو ایک بہتر زندگی دے سکوں لیکن جب باہر گیا تو وہاں ہمیں اگواہ کر لیا گیا اور خوب مارا گیا۔'' یہ جملہ دل دہلا دیتا ہے۔ یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے، جس میں مفلسی سے عاجز انسان کی حالتِ زار کو کس طرح بے باکی سے مصنفہ نے بیان کیا ہے:

> ''فرجاد عراق کے تاریخ جغرافیے کو انتہائی زور و شور سے پڑھ رہا تھا۔ اس نے بالکل ٹھیک کہا تھا کہ ان ممالک کا گناہ عظیم صرف یہی ہے کہ فطرت نے ان کا سینہ زرد جواہر سے مالا مال کر رکھا ہے۔ نوجوان عراقیوں کے چہروں کے کھچے ہوئے نے پٹھوں میں غصہ بے بسی اور فرسٹریشن کی آگ دہکتی تھی۔ اور ہم سب صوفوں پر بیٹھ کر مکھن ٹوسٹ کھاتے تھے۔'' (18)

سسی

اس افسانے میں پروین عاطف نے معاشرے کی وہ تصویر پیش کی ہے کہ کس طرح طاقت کا نشہ جب بولتا ہے تو کس کس کو اپنی زد میں لے جاتا ہے یہی وجہ ہے ایسی جب سے بیوہ ہوئی وہ بھاگتی چلی جا رہی تھی کہ سب اس کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور اسے لگتا ہے۔ کہ وہ نہر کے ساتھ بھاگ کر خود کو محفوظ کر لے گی وہ بے گناہ تھی خان جونیجو جس نے اور بہت سی لڑکیوں کو نہیں چھوڑا تھا وہاں سسی کیسے بچ سکتی تھی۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

''صدیوں پہلے بھی یہ ڈرامہ آج ہی کی طرح چلا کرتا تھا جھٹکے آتے اور کسی معصوم بے گناہ روح کو فنا کے اتھاہ سمندر میں اُتار کر چلے جاتے۔ لوگ کناروں پر کھڑے بٹر، بٹر دیکھتے تھے۔ طاقت اندھی تھی اور طاقت وروں کے ہاتھوں میں تھی۔ وقت ایک ہی جگہ کا تھا'' (19)

اس افسانے کا ایک کردار خان جونیجو ہے جو بہت طاقت ور ہے اور پورے گاؤں کا مالک ہے، یہ ہمارے معاشرے کا کیسا المیہ ہے کے عدت پر جبر کیا جاتا ہے خاص طور پر اکیلی عورت اور بے گناہ عورتیں اس میں مصنفہ نے معاشرے کا بہت بڑا اور اہم پہلو نمایاں کیا ہے کہ کس طرح کمزور طبقہ امیروں کی زد اور شوقوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

''سردار کی ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ وہ بڑی سے بڑی بات دھیرج سے کرنے کا عادی تھا۔ لڑکی کو کاری کرنا ہو تو تاش کھیلتے کھیلتے کہتا" لے جاؤ بابا لے جاؤ مغرب سے پہلے فارغ کر دو بے چاری کو وہ بھی آرام سے سو جائے اپنی قبر میں اور تم بھی نماز کے لیے پہنچو وقت پر سسی کو تو دیکھتے ہی سردار کو لگا وہ چاندی سے گھڑی صراحی دار گردن والی کوئی کونج ہے جو کسی طرح اپنی ڈار سے بچھڑ گئی ہے، جیسے وہ کوئی انسان نہ ہو کوئی واقعہ ہو۔'' (20)

جوار بھاٹا

جوار بھاٹا افسانے میں مصنفہ نے ایک ایسے گھر کی کہانی پیش کی ہے جس میں ایک عورت کے قانون اور انا بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔ اس کا ایک لاڈلہ نواسا تھا اور جمال ماموسے بہت محبت بھی تھی، ان کو بھی میرے سے بے حد پیار تھا اور انوشہ باجی اور جمال ماموں بے حد محبت کے باوجود جمال ماموں کی بزدلی کی وجہ سے ایک نہ ہو سکے اور بڑی ممانی انوشہ باجی کی بڑی بہن تھی سب کے اصرار پر بھی نانو نے اپنی آنا کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان کی زندگی کا فیصلہ کر دیا۔

اس افسانے میں پروین نے معاشرتی منافقت اور مفاد پرستانہ بیمار ذہنیت کو کھل کر بیان کیا ہے۔ مصنفہ کا کہنا ہے کہ کسی طرح پرانی روایات تعلقات اور کلچر کی وجہ سے ہم لوگوں کی زندگی کو سولی پر لٹکا دیتے ہیں۔

''سوری ماموں میں تیاگ پر یقین نہیں رکھتا نہ ہی آپ کی طرح امل کو بُت کی طرح کسی جنگل میں پہاڑ پر نصب کر! کے اُس پر جے مالا چڑھا سکتا ہوں۔ آپ نے اپنی زندگی کی ٹائم مشین کو ریورس گیئر (Reverse Gear) لگا رکھا ہے۔ عروج کو لا کر اپنے کچن میں بٹھادوں اور امل کے ساتھ ایک دُہری زندگی گزاروں نہیں ماموں جی نہیں! میں عروج کے پاس خود جا رہا ہوں اُس سے معافی مانگنے پھر نانو؟ اُنھوں نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو پنڈی جا کر امل سے سول میرج کر لوں گا۔'' (21)

بیچارہ

اس افسانے میں پروین عاطف نے یورپ کی ترقی اور پاکستانی کی پسماندگی اور جہالت کا تذکرہ کیا ہے کے اس طرح باہر کے ممالک میں لوگوں کا جینے کا معیار الگ ہے مغربی دنیا نے جس قدر ترقی کی ہے پاکستانی اپنی تیزی سے جہالت کی طرف بڑھا ہے میرے والدین تو پانچ برس کی عمر میں ہی مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ 30 برس یورپ میں گزارنے کے بعد زندگی نے ایسے موڑ پر لا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

کھڑا کیا کہ میں پھر سے ڈوبتے ہوئے جہاز میں ہی جا بیٹھی خاوند کی دوسری شادی اور اس کی آدھی جائیداد لے کر میں اپنے ابو کے پرانے گھر میں وہی زندگی گزارنے لگی کم از کم پیسوں کے لئے کسی طرف نہ دیکھنا پڑا لوگوں کے سوال ایسا کیا ہوا کہ یورپ چھوڑ آئی۔ روز نئے نئے مردوں کا آگے بڑھنا اکیلی عورت سمجھ کر عورتیں بھی تو ایک چھوٹے سے کام کے لیے خود کا سودا کر دیتی ہیں، ان میں نیک اور راتوں کو کیا (فاحشہ) بن جاتی ہیں۔

"ساری کی ساری دُہری شخصیتیں دن کو کچھ راتوں کو کچھ استغفر اللہ! آپ سوچ بھی نہیں سکتیں۔
آپ برسوں بعد آئی ہیں، خود ہی جان جائیں گی۔ اچھی عورتوں کو گھر سے کوئی خوامخواہ نہیں نکالتا۔
"(22)

گاڈ تُسی گریٹ ہو

اس افسانے میں انسانوں کے مابین اور سوچ اور عمل کے اختلاف کا ذکر کیا گیا ہے۔ سوچ اور عمل کے اس اختلاف کی وجہ سے کیسی کیسی نزاعات پیدا ہوتی ہیں جس سے انسانی زندگی کا جملہ بیانیہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس افسانے میں ایک پادری اور اس کی بیوی اور بیٹی کی کہانی بیان کی گئی ہے کہ کس طرح اس کے باپ کے نزدیک موجودہ زندگی کی رونق سے زیادہ مرنے کے بعد والی زندگی زیادہ معنی رکھتی تھی اور اس کی ماں نے ناجانے کیا سوچ کر پادری سے شادی کر لی تھی کیونکہ پر جوش اور زندگی کو ایک الگ زاویے سے ہی دیکھی بھی اسی تنگ ماحول کی وجہ سے ان کی بیٹی گھر سے بھاگ گئی تھی اور اس کا سامنا رومنی سے ہوا اور اس حادثے میں اس کی ایک آنکھ کی بنیائی بھی چلی گی تھی۔ رومنی نے اس کا بھی کا بھرپور خیال رکھا اور اس کا ہر قدم پر ساتھ رہا۔

"میں ایک شادی شدہ انسان ہوں میڈم! میری شادی ایک کامیاب شادی ہے۔ اُس نے بس چلاتے ہوئے کہا لیکن آپ کو دیکھ کر مجھے رشک بھی آتا ہے اور حیرت بھی ہوتی ہے۔ اپنی بیوی کو بتاتا ہوں تو وہ بھی آپ سے حسد کرنے لگتی ہے۔" (23)

پل صراط

پل صراط میں مصنفہ بیان کرتی ہیں کہ کس طرح اکیلے بوڑھے ماں باپ زندگی گزارتے ہیں اور انسان ساری جوانی رب سے رابطہ نہیں قائم کرتا اور جیسے ہی اس کی عمر ڈھلنے لگتی سے موت کا خوف ستانے لگتا ہے اور روزہ رکھنے لگتے ہیں اس طرح اسلم اور اس کی بیوی نے بھی ایک ایسے انسان سے شادی کی جو یورپ نہ جائے اپنی بیٹی کی لیکن اان کے داماد کی شناخت کینیڈا کی تھی وہ کہنے لگا میں کسی کی گولی کا نشانہ نہیں بنتا چاہتا اور بیچارے بوڑھے والدین دیکھتے رہ گئے اور وہ یورپ چلے گئے اور سالوں سے ان کے ملنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

"رات گھر واپس آکر میں نے سلیم سے کہا: ہادیہ بھی کچھ کچھ تمھاری طرح خواب بننے کی شوقین ہے، کہتی ہے امی شمیلہ ذرا بڑی ہو جائے پھر میں اُسے ارمان کے پاس چھوڑ کر ساری عید میں آپ کے ساتھ گزارا کروں گی۔ نوجوانی میں تو سبھی کو زندگی کے لافانی ہونے کا یقین ہوتا ہے، وہ اس گلزار

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

گھڑی یہ کیسے سمجھ سکتی ہے کہ دراصل انسانی زندگی کے مختصر بارہ مہینے بھی چار جلدی گذر جانے والے موسموں پر مشتمل ہیں، بادِ نو بہار جیسا بچپن کا سریلا جھونکا، چمکتی دمکتی شباب کی دوپہر، رنگوں کی دشمن پت جھڑ اور رگوں میں اترنے والا بڑھاپے کا اندھیرا[24]

پروین عاطف نے جو کچھ لکھا، اسے خودشناسی کے عمل سے گزار کر لکھا ہے۔ان کی تخلیقی جہات میں اس قدر تنوع، وسعت، ہمہ گیریت، تاثیریت اور غائیت موجود ہے کہ پڑھنے والا ان کے افسانے، ناول، مضامین اور سفر ناموں میں چلتی پھرتی زندگی کا جملہ منظر نامہ دیکھ سکتا ہے۔پروین عاطف نے اپنے تخلیقی سفر کو کسی سمجھوتے کی نظر نہیں ہونے دیا بلکہ اسے نسائی وتانیثی پہلوؤں کی نشاندہی اور پدر سری نظام کے طبقاتی استحصال کے خلاف بطور سازگار ہتھیار استعمال کیا ہے۔مختصر یہ کہ پروین شاکر کی جملہ تصنیفات میں ادبیت کی اعلیٰ درجے کی شان پائی جاتی ہے اور بلاشبہ ان کے افسانے، ناول، تراجم، مضامین اور تجزیاتی تحاریر اس لائق ہیں کہ ان پر مزید تحقیق کی جائے اور تنقید کے عالمانہ انتقادِ اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی ادبی حیثیت کو متعین کیا جائے۔

حوالہ جات

1. پروین عاطف، کلیات پروین عاطف، (لاہور: الفیصل ناشروان وتاجران کتب، مئی 2019ء) ص-10
2. پروین عاطف، کلیات پروین عاطف، ص-12
3. ایضاً، ص -28
4. ایضاً، ص - 47
5. ایضاً، ص -183
6. ایضاً، ص -199
7. ایضاً، ص -184
8. ایضاً، ص -210
9. ایضاً، ص -335
10. ایضاً، ص -345
11. ایضاً، ص -364
12. ایضاً، ص -441
13. ایضاً، ص - 443
14. ایضاً، ص -602
15. ایضاً، ص -756
16. ایضاً، ص -738
17. ایضاً، ص -632
18. ایضاً، ص -640

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615
Vol. 7 No.1 2024

19.ایضاً،ص -686

20.ایضاً،ص -687

21.ایضاً،ص -727

22.ایضاً،ص -877

23.ایضاً،ص -947

24.ایضاً،ص -1004